کیا کپتان کی جان کو خطرہ ہے؟

تحریر: سہیل احمد لون

میاں نواز شریف وزیر اعظم بننے کی ہیٹ ٹرک مکمل کرنے والے پہلے پاکستانی وزیر اعظم ہیں بالکل اُسی طرح جیسے محترمہ بے نظیر بھٹو دنیا اسلام کی پہلی مسلمان خاتون وزیر اعظم تھیں اور اُن سے یہ اعزاز قیامت تک کوئی نہیں چھین سکتا۔ آزادی اور انقلاب مارچ جس جوش و جذبے سے رواں دواں ہیں اس سے محسوس ہوتا ہے کہ میاں صاحب تیسری بار بھی آئینی مدت پوری کیے بغیر اقتدار کے ایوان کو خیر باد کہہ دیں گے۔ اگر ایسا ہو جاتا ہے تو میاں صاحب ایک عالمی ریکارڈ بنانے والے وزیر اعظم بن جائیں گے کیونکہ آج تک کوئی شخص ایسا نہیں جسے قسمت کی دیوی تین بار وزات عظمیٰ کے عہدے پر فائز کرے اور وہ تین بار اپنی نااہلی کی وجہ سے آئینی مدت پوری کیے بغیر اقتدار سے محروم ہو جائے۔ میاں صاحب کو اس سے قبل جب 2 مرتبہ اقتدار سے محروم ہونا پڑا تو اس وقت اُنکو حزب اختلاف کی حمایت حاصل نہ تھی مگر اس وقت ان کو حزبِ اختلاف سمیت دیگر سیاسی جماعتوں کی حمایت حاصل ہے مگر اس کے باوجود اُن کے اقتدار کی ناؤ دوسرے برس ہی منجدھار میں پھنس کر ہچکولے لیتی نظر آرہی ہے۔ حسبِ روایت اس بار بھی میاں صاحب حساس اداروں سے تعلقات خراب کرنے میں کامیاب و کامران ہو چکے ہیں۔ وطن عزیز کے سربراہان مملکت کا اگر جائزہ لیا جائے تو ایک بات قابل غور ہے کہ وہ جمہوری سربراہان مملکت جنھوں نے اعلیٰ تعلیم بدیس سے حاصل کی اُن کا انجام اچھا نہیں ہوا۔ قیام پاکستان کے وقت قائداعظم گورنر جنرل بنے۔ انہوں نے اپنی پیشہ وارانہ تعلیم برطانیہ سے حاصل کی تھی۔ قوم کو آزاد ریاست کا تحفہ دینے والا اپنے آخری وقت میں اُن کیلئے ایمبولینس بھی نہیں تھی۔ قائدِ ملت لیاقت علی خان جنہیں پاکستان کا پہلا منتخب وزیر اعظم ہونے کا اعزاز بھی حاصل ہے انہوں نے اپنی اعلیٰ تعلیم برطانیہ کی معروف یونیورسٹی آکسفورڈ سے حاصل کی۔ اُن کو راولپنڈی کے ایک باغ میں گولی ماردی گئی اور اُس کے بعد وہ لیاقت باغ کے نام سے مشہور ہوا۔ سیاست کا سائنسدان ذوالفقار علی بھٹو نے اپنی پیشہ وارانہ مداعلیٰ تعلیم کیلیفورنیا اور آکسفورڈ کرائسٹ چرچ سے مکمل کی۔ عوامی رہنما کا انجام تختہ دار پر ہوا اور وہ جیل لیاقت باغ سے کچھ فاصلے پر واقع تھی۔ محترمہ بینظیر بھٹو نے بھی اپنی اعلیٰ تعلیم آکسفورڈ یونیورسٹی برطانیہ سے مکمل کی۔ محترمہ کے ساتھ بھی وہی سلوک ہوا۔ جو قائد ملت کے ساتھ کیا گیا۔ حیران کن بات یہ ہے کہ مقام بھی ایک "لیاقت باغ" راولپنڈی۔ اس لحاظ سے راولپنڈی میں اب تک تین فارن کوالیفائڈ وزرائے اعظم کو موت کی نیند سلا دیا گیا ہے۔ تحریک انصاف کے چیئرمین عمران خان نے بھی اعلیٰ تعلیم آکسفورڈ یونیورسٹی برطانیہ سے حاصل کی ہے اور اِن دنوں وہ بھی جڑواں شہر راولپنڈی۔ اسلام آباد میں آزادی مارچ اور دھرنا کی قیادت کر رہے ہیں۔ سابقہ روایت کو دیکھ کر یہ بات کہی جا سکتی ہے کہ میاں صاحب کی حکومت کو خطرہ ہو سکتا ہے مگر اُن کی جان کو نہیں۔ مگر عمران خان کے تعلیمی پس منظر کو دیکھ کر ایسا لگتا ہے کہ فارن کوالیفائیڈ سیاسی رہنماء شاید کسی مخصوص گروہ کا ٹارگٹ ہیں۔ کرکٹ کی تاریخ میں وطن عزیز میں کوئی کپتان عزت سے رخصت نہ ہو سکا۔ عمران خان نے اس روایت کو توڑا اور

ورلڈ کپ جیت کر شان سے کرکٹ کو خیر باد کیا۔ دیکھنا یہ ہے کہ قسمت کا دھنی کپتان سیاست میں بھی پرانی روایت کو توڑنے میں کامیاب

ہوتے ہیں اور کیا وہ سیاسی میچ میں بھی نیوٹرل امپائر لانے میں کامیاب ہو پائے گا؟ کیا وہ کرکٹ کی طرح سیاست میں بھی عروج کی آخری حد کو چھونے میں کامران ہو سکے گا؟ عمران خان کی شخصیت اس بات کی آئینہ دار ہے کہ آج تک وہ کسی بھی مشن میں ناکام نہیں ہوئے۔ آزادی مارچ میں تقریباً 3 ہفتے گزرنے کے باوجود ابھی تک کپتان کی (Pace) پیس میں کمی نہیں آئی اور موثر باؤنسرز بھی مارتے جا رہے ہیں۔ کیا وہ گیند پرانی ہونے کا انتظار کر رہے ہیں تا کہ ریورس سوئنگ سے کلین بولڈ کر سکیں۔ میں برطانیہ سے خصوصی طور پر اس سیاسی میلے کو دیکھنے کیلئے اسلام آباد گیا اور میں نے اپنی آنکھوں سے وہ تمام مناظر دیکھے جو ایک کامیاب تحریک کی نشاندہی کر رہے ہوتے ہیں۔ البتہ مجھے اس حوالے سے مایوسی ضرور ہوئی کہ عمران خان نے اٹھارہ سالوں میں تحریک انصاف کے اندر سے ایک بھی لیڈر پیدا نہیں کیا اور سب کرائے کے ٹٹو اور دوسری جماعتوں سے آئے ہوئے داغدار ماضی کے لوگ اُس کے ارگرد تھے۔ سیف اللہ نیازی کرپشن کے حوالے سے پارٹی کے اندر اور باہر ایک جیسی شہرت رکھتا ہے لیکن میں حیران ہوں کہ عمران خان جیسا شخص اُس کو ساتھ ساتھ لیے کیوں پھرتا ہے۔ اس میں کون سی ایسی خوبی ہے جو ابھی عوام کے سامنے آنی باقی ہے۔ اسلام آباد میں ہونے والے انتظامات سیف اللہ نیازی کے سپرد تھے جو انتہائی ناقص اور نالائقی کا منہ بولتا ثبوت تھے لیکن وہ روزانہ کینٹینر پر عمران کے ساتھ ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ وہ انٹرا پارٹی الیکشن جس کی دھوم پوری دنیا میں عمران خان نے مچائی وہ منتخب قیادت بھی کہیں نظر نہیں آئی البتہ عون چوہدری عمران خان کے ساتھ ہوتا ہے جو کسی یونین کونسل سے بھی منتخب نہیں ہوا اور فلمسٹار نور کا سابق شوہر ہونے کے علاوہ اُس کی کوئی اہلیت میرے سامنے نہیں۔ میں عمران خان سے پیار کرتا ہوں کہ وہ دیانت دار ہے لیکن جب حکومت سے مذاکراتی کمیٹی میں تحریک انصاف کی جانب سے صرف شاہ محمود قریشی اور جہانگیر ترین باقی رہ جائیں تو یہ بات تو ثابت ہو گئی کہ عمران خان یا تو اپنے پرانے ساتھیوں پر اعتماد نہیں کرتا یا پھر اُس کے اندر قیادت پیدا کرنے کی صلاحیت ہی نہیں کیونکہ ایک بڑے لیڈر کی یہ اعلیٰ ترین خوبی ہوتی ہے کہ وہ ہمیشہ سیکنڈ لیڈر شپ پیدا کرتا ہے لیکن عمران خان جب اپنے کسی پرانے ورکر کا نام نہیں لیتا تو پھر بات مشکوک ہو جاتی ہے۔ جس سے نئے آنے والے یہ ضرور سوچتے ہیں کہ اگر سیاست شاہ محمود اور جہانگیر ترین نے کرنی ہے تو پھر تبدیلی اور انقلاب کہاں ہے؟ لوگ عمران خان سے پیار کرتے ہیں تو عمران کو بھی اپنے ساتھیوں سے پیار کرنا چاہیے کہ انہوں نے اُسے عمران خان سے چیئرمین بنانے میں اہم کردار ادا کیا ہے۔ شاہ محمود قریشی بارے میرے تحفظات ہیں کہ میں نے اُسے کبھی بھی عمران خان کو چیئرمین کہتے نہیں سنا جبکہ اُس کے قریبی ساتھی اُسے چیئرمین کہہ کر ہی پکارتے ہیں۔ شاہ محمود قریشی اور دوسرے ایسے تمام لیڈر جو عمران خان کو چیئرمین کہنے میں شرم محسوس کرتے ہیں اُن کے بارے میں مستقبل کی پیشگوئی انتہائی آسانی سے کی جا سکتی ہے اور میں جانتا ہوں کہ اُن کا مستقبل کہاں ہے۔ اس بات کا اندازہ عمران خان کو بھی ہو جانا چاہیے کہ وہ

وہی جرم کررہا ہے جو اُس سے پہلے فارن کو انیفائید کر چکے ہیں۔سوائے پھونک پھونک کر قدم رکھنا ہو گا کہ اس کے علاوہ کوئی چارہ نہیں اور پاکستان مزید کسی لیڈر کو کھونے کا متحمل نہیں ہو سکتا۔حکومت کی طرف سے اسلام آباد میں دہشتگردوں کے داخلے کی اطلاع بھی انتہائی اہم ہے اور اُسے نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔

عمران خان کے ساتھ دائیں بائیں کھڑے 3-4 افراد سے بچنا ضروری ہے۔ورنہ خوانخواستہ کپتان کا بھی وہی انجام نہ ہو جو اس سے پہلے فارن کو انیفائڈ سیاسی رہنماؤں کا ہو چکا ہے۔